

ایڈیٹر قادیان



ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

۵۵ بابو غلام کوثر صاحب ادبی ندی لکھنؤ
ایڈیٹر انجینئر قادیان
سرپرست خانہ - جلالپور - قادیان - قادیان

جلد ۱ قادیان مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۰ء مطابق ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ نمبر ۱۲۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آیدہ اللہ بہہ
خدا کے فضل سے شہد پر نجات ہیں۔ امید ہے کہ شروع
ماہ اکتوبر میں حضور روفی (فرزدارالامان) ہو جائیں گے۔
انشاء اللہ۔
(۲) ۲۰ ستمبر سے تمام مدارس قادیان بعد انقضاء تعطیلات
موسمی کھل جائیں گے۔ طلباء اسکول بہت جلد واپس آئیں۔
اور ان کے سرپرست خود بخوبی آئیں۔
(۳) ضرورت ہے کہ پیغاموں کے شائع کردہ ذیل کے
رسالے۔ اگر کسی دوست کے پاس ہوں۔ تو وہ براہ
پہر یا پی خاکسار ایڈیٹر فاروق کے نام ارسال فرمادیں۔
مجھے از حد ضرورت ہے۔ عقائد محمودیہ از مدثر شاہ
۱۷۲۰ء۔ ہینڈ بل جو اتمام حجت کے نام سے کئی نمبر
شائع کئے گئے تھے۔ احمد مجتبیٰ از مولوی محمد علی صاحب
امیر پیغام۔ ان کے علاوہ کوئی اور اشتہار یا رسالہ
جو پیغاموں کے شائع کئے ہوں۔ اور پیغام صلح سلسلہ
تاریخ کے جتنے پرچے ملتیں سب بھیج دیں۔ (ایڈیٹر فاروق)

التجابد رگاہ قاضی الحاجات

(میرزا سیف اللہ خاں فاروق از قادیان)

یارب تو اپنی الفت دل میں کر کے
سودا تر ہو دل میں اور ماسوا بھلا دے
احمد ہو میرا ساقی ہوں فال کے میکدے میں
بے خود بنا کے مجھ کو پھر با خدا بنا دے
یارب مری دعا میں تاثیر ایسی بھر دے
ارض و سما ہوں لرزاں عرش بریں ہلا دے
ہو سو زلزلے سے یارب اک انقلاب پیدا
پتھر دلوں کو یکسر جو موم سا بنا دے
وہ کام لے الہی میرے وجود سے تو
تیرے وجود کا جو منظر مجھے بنا دے
فاروق کی دعائیں مقبول بارگاہ ہوں
فاروق ہوں میں تیرا۔ فاروق ہی بنا دے

تیسری اطلاع

قبل ازیں دو بار فاروق ۷ روم ستمبر
ہیں یہ اطلاع دی جا چکی ہے۔ کہ جن تحریروں
فاروق کا چندہ ششماہی اول اپریل لغایت
۲۸ ستمبر ۱۳۴۹ء وصول ہوا تھا۔ وہ ختم ہو چکا
ہے۔ اس لئے ان کے نام ۲۸ ستمبر کا پرچہ برائے
ششماہی دوم لغایت ۳۱ مارچ ۱۳۵۰ء وی
پی بھیجا جائیگا۔ اب تیسری بار اطلاع دیجاتی
کہ اگلا پرچہ ایسے دوستوں کے نام جن کا چندہ ماہ
ستمبر میں ختم ہو چکا ہے وی پی ارسال ہوگا۔ اب ان
کا اخلاقی فرض ہے اسکو وصول کر لیں۔ اور جو اس
وقت وی پی نہ لینا چاہیں وہ بوالہی ڈاک دفتر
فاروق میں اطلاع دیں۔ کہ کب وی پی بھیجا جائے
”پیغام فاروق“

متناظر و موقع یکدیگر و موقع پدری
ضلع امر قمر

موجودہ سوار ہم اسے شہر لے گئے۔ ایک سب سے پہلے مناظرہ
 مابین جماعت اہل حدیث و شیخ پوری (محمد مدظلہ)
 و جماعت احمدیہ موضح بھٹی ہوا۔ مسنون صرف دوزیر
 بحث تھے۔ حیات مسیح نامہ صری جس کی مدعی جماعت اہل
 حدیث تھی۔ دوسرے صداقت حضرت مزا غلام احمد ص
 مسیح موعود جس کے مدعی احمدی تھے۔ شرائط مناظرہ
 میں ایک شرط یہ تھی۔ کہ استدلال قرآن شریف سے ہوگا
 تائید کے لئے حدیث یا اقوال بزرگان پیش ہو سکتے ہیں
 اپنے دن حیات مسیح نامہ صری پر ڈیرہ گھنٹہ مسیح بارہ
 بجے تک اور پھر دو گھنٹہ دوسرے ساڑھے چار بجے
 تک مناظرہ ہوا۔ تقریروں کے لئے پہلے آدھ گھنٹہ
 گھنٹہ پھر پندرہ پندرہ منٹ بعد ازاں دس دس منٹ
 مقرر کئے گئے۔ مد مقابل مولوی صاحب نے بجائے قرآن
 شریف کے سب استدلال حدیث سے کیا۔ اور بار بار
 حدیث کے لفظ نزول کو پیش کرتے رہے۔ مسیح کی وقت
 مولوی غلام رسول صاحب مولوی فاضل راجیکی نے ان
 کے تمام اعتراضات کا جواب دندان شکن دیا۔ ان کو
 قرآن شریف کی طرف توجہ دلائی۔ کہ جب قرآن شریف
 فیصلہ کرتا ہے۔ مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے۔ تو پھر ان
 کو آسمان سے اتار کیسے سکتے ہیں۔ دوسرے وقت مولوی
 محمد یار صاحب فاضل کھڑے ہوئے۔ اور ہر ایک ال
 کا گھول کر جواب دیا۔ اور کہا۔ کہ تنزیل مسافر کو بھی
 کہتے ہیں۔ نزول کا لفظ نبی کویم کے لئے بھی آیا ہے
 ہو ہے۔ لباس اور چوپاؤں کے لئے بھی قرآن شریف
 میں نزول کا لفظ موجود ہے۔ لفظ نزول اسی بات کا
 تقنی نہیں ہے۔ کہ جس پر بولا جاوے۔ وہ آسمان
 ہی اترتا ہے۔ برخلاف اس کے میں کے قریب قرآنی
 آیات مولوی صاحب نے اپنی ہر بار میں پیش کیں۔ لیکن
 آخر وقت تک مد مقابل مولوی صاحب نے کوئی جواب

میں دیا۔ اور ادھر ادھر کی باتوں سے لوگوں کو
 متوجہ کرنے کی ناکام کوشش کی۔ لیکن تاڑنے والے
 نے ہی جاتے ہیں۔ سامعین جن کی تعداد تقریباً ڈھائی
 ہزار تھی۔ اور کثرت سے سکینہ بھی شامل تھے۔ ان
 پر بہت اچھا اثر پڑا۔
 دوسرے دن اسی طرح چار گھنٹے مناظرہ صداقت
 حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود پر ہوا۔ اور
 مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل نے ابتدا میں بھی
 کچھ غلطی میں قرآن شریف سے صداقت کے معیار پیش
 کیے۔ اور آخر تک ۲۰ دلائل اور پندرہ واضح طور پر
 پوری ہونے والی حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں پیش
 کر دیں۔ مگر مقابلہ مولوی صاحب نے قرآن شریف
 کو کثرت سے پیش کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیشگوئیوں پر رد ہوا ان کے
 خیال میں پوری نہیں ہوئیں۔ یا عہد اہلبیت کو دھوکہ
 دینا چاہتے ہیں۔ اعتراض کرتے رہے۔ جن کے جواب
 بھی حضرت مولوی صاحب نے نہایت صاف سے منہ
 توڑ دیے۔ اور قرآن شریف کی طرف بار بار توجہ دلائی
 مگر وہ قرآن شریف کے دلائل کی طرف بالکل نہ آئے۔
 بلکہ آخری تقریر میں خود مد مقابل کے صدر اپنی مذمت
 دفعہ کرنے کے لئے میز پر کھڑے ہو گئے۔ اور کوشش
 کی یا تو آخری تقریر نہ ہو۔ یا پھر فساد ہو جاوے۔ اور
 ایک سے جوابے پر زور دیا۔ جو پہلے میں دفعہ پیش
 ہو چکا تھا۔ اور پھر اس وقت بھی پیش کیا گیا۔ مگر ہمارے
 نمائندے مولوی محمد امین صاحب کو کون سمجھاوے۔
 ان کے اپنے مولوی صاحبان اور خاں صاحب مولوی نور الحسن
 صاحب ان کو ٹانگوں سے پکڑ کر میز کے نیچے اتارتے
 ہیں۔ مگر وہ بدستور شور ڈال رہے ہیں۔ آخر تمھارا
 صاحب نے دھمکی دی۔ کہ تم عہد امن میں خلل ڈالنا
 چاہتے ہو۔ اگر تم نیچے نہ اترینگے۔ تو یہ امنی کے ذمہ دار
 تم ہو گے۔ پھر تو مولوی صاحب کو ہوش آگئی۔ اور بیٹھے
 گئے۔ یہ صرف اپنی ناکامی کو چھپانے کی کوشش تھی۔
 جس کا بھی بڑا ان پر ہی پڑا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا
 کہ تمام علاقہ کے سکھوں بلکہ خفیوں اور بعض اہل حدیث

نے احمدیہ کی صداقت کا اعتراف کیا۔ میں جماعت احمدیہ
 کی طرف سے چوہدری محمد علی خان صاحب سب انپکٹر
 محترمہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ جو جگہ گاہ میں امن
 قائم رکھنے کے لئے باوردی کنشیشن ہمراہ لائے رہے
 اور پھر ہر دو دن اور ہر دو وقت نہایت دیانت داری
 سے اپنی ذیولٹی کو ادا کیا۔ تمھانہ گھر بیٹہ کی خوش قسمتی ہے
 کہ ان کو ایسا خوش اخلاق اور نیک بہت افر ملا ہے۔
 معاملہ کی جگہ برب بڑک بڑنیبی درمیان امرت سر اود
 لاہور بھی۔ اسی لئے لاہور اور امرت سر اود دیگر گرو
 فوج کے احمدی احباب بھی کجھ کے غریب شامل منظر
 ہوئے۔ جماعت بھگتیار نے دو دن بہت اظہار سے
 خدمت کیا۔ میں حاجی آہنی بخش صاحب دور ستری
 عباس محمد صاحب سیکرٹری اور دوسرے دوستوں کا
 شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے
 (خاکسار چوہدری) علامہ محمد رفیع صاحب (مستتر)

مسعود بن عثمان

ہندوستان میں مسلمانوں کا انتشار اور پراگندگی بڑھ رہی ہے یا گھٹ رہی ہے؟ خدا جانے آپ اس کا کیا جواب دیں۔ ہمارے نزدیک تو بڑھ رہی ہے کیجیے نہیں برس مسلمان صرف ایک ایجوکیشن کا نفرس یا مذوقہ العلماء کو جانتے تھے۔ اس کے بعد سیاسی حیثیت سے لے کر لیبر سسٹم لیگ کو جانا اور مسلمانوں تک ہی عالم رہا۔ اسکے بعد پرانی انجمنوں سے سیر ہو کر مجلس خلافت قائم کی۔ اسی کے ساتھ جمعیتہ العلماء بنائی گئی۔ چند برس ان کی بہار رہی۔ پھر تنظیم اور تبلیغ کا شور و غوغا رہا۔ اور آل انڈیا تنظیم کانفرنس کا زور ہوا۔ پھر ایک مسلم لیگ کی دو مسلم لیگیں ہوئیں۔ پھر ایک خلافت کی دو خلافتیں ہوئیں۔ ایک جمعیتہ العلماء سے دو جمعیتہ العلماء ہوئیں۔ اب آج کل آل انڈیا مسلم کانفرنس کا دور ہے۔ کیجیے اس مسلم کانفرنس کی دو مسلم کانفرنسیں کب بنتی ہیں۔ اور ہمارے قومی کھیلوں میں ایک نئے کھیلوں کا کب اضافہ ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۰ء

کلام الامام از حضرت مسیح علیہ السلام

امام النجفی علی المناقبین

اشتہار بمقابل مولوی سید نذیر حسین صاحب

دہلوی سرگروہ اہل حدیث

(بجہ)

یہ چونکہ مولوی سید نذیر حسین صاحب نے جو کہ موحیدین کے سرگروہ ہیں۔ اس عاجز کو بوجہ اعتقاد وفات مسیح ابن مریم محدث قرار دیا ہے۔ اور عوام کو سخت شکوک و شبہات میں ڈالنا چاہا ہے۔ اور حق یہ ہے۔ کہ وہ آپ ہی اعتقاد حیات مسیح میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اول اہل حدیث ہونے کا دعویٰ کر کے اپنے بھائیوں خفیوں کو بدعتی قرار دیا۔ اور امام بزرگ حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام لگایا۔ کہ ان کو حدیثیں نہیں ملی تھیں۔ اور وہ اکثر احادیث نبویہ سے بے خبر ہی رہے تھے۔ اور اب باوجود دعویٰ اتباع قرآن اور حدیث کے حضرت مسیح ابن مریم کی حیات کے قابل ہیں۔ و ہذا عجب العجائب۔ اگر کوئی عوام میں سے ایسا کچا اور خلاف قال اللہ قال الرسول دعویٰ کرتا۔ تو کچھ افسوس کی جگہ نہیں تھی۔ لیکن یہی لوگ جو دن رات درس قرآن اور حدیث جاری رکھتے ہیں۔ اگر ایسا بے اصل دعویٰ کریں۔ تو ان کی علمیت اور قرآن دانی اور حدیث دانی

پر سخت افسوس آتا ہے۔ یہ بات کسی منتفیس پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ کا وار بند پیکار رہی ہیں۔ کہ فی الواقعہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ مگر جن لوگوں کو عاقبت کا اندیشہ نہیں۔ خدا تعالیٰ کا کچھ خوف نہیں۔ وہ تعصب کو مضبوط پکڑ کر قرآن اور احادیث کو پس پشت ڈالتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اس امت پر رحم کرے۔ لوگوں نے کیسے قرآن اور حدیث کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اس عاجز نے اشتہار ۲ راکتوبر ۱۸۹۱ء میں حضرت مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب کا نام بھی مسج کیا تھا۔ مگر عند الملاقات اور باہم گفتگو کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ مولوی صاحب موصوف ایک گوشہ گرین آدمی ہیں۔ اور ایسے جلسوں سے جن میں عوام کے نفاق۔ شقاق کا اندیشہ ہے طبعاً کارہ ہیں۔ اور اپنے کام تفسیر قرآن کریم میں مشغول ہیں۔ اور شرائط اشتہار کے پورے کرنے سے مجبور ہیں۔ کیونکہ گوشہ نشین ہیں۔ حکام سے میل ملاقات نہیں رکھتے۔ اور بیاعت درویشانہ صفت کے ایسی ملاقاتوں سے کراہت بھی رکھتے ہیں۔ لیکن مولوی نذیر حسین صاحب اور ان کے شاگرد دہلوی صاحب جواب دہلی میں موجود ہیں۔ ان کاموں میں اولاد کا جو ش رکھتے ہیں۔ لہذا اشتہار دیا جاتا ہے۔ کہ اگر ہر دو مولوی صاحب موصوف حضرت مسیح ابن مریم کو زندہ سمجھنے میں متقی ہیں۔ اور قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے اس کی زندگی ثابت کر سکتے ہیں۔ پھر میرے ساتھ بیابندی شرائط مندرجہ اشتہار ۲ راکتوبر ۱۸۹۱ء بالاتفاق بحث کر لیں۔ اور اگر انہوں نے یقیناً شرائط اشتہار ۲ راکتوبر ۱۸۹۱ء بحث کے لئے مستعدی نہ ہر نہ کی۔ اور پوچھ اور بے اصل بیانیوں سے ٹال دیا۔ تو سمجھا جائے گا۔ کہ انہوں نے مسیح ابن مریم کی وفات کو قبول کر لیا۔ بحث میں امر تنقیح یہ ہوگا۔ کہ آیا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہی مسیح ابن مریم جن کو انجیل ملی تھی۔ اب تک آسمان پر زندہ ہے۔ اور آخری زمانے میں آئے گا۔ یا یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ در حقیقت فوت ہو چکا ہے۔ اور اس کے نام پر کوئی دوسرا اسی امت میں سے آئے گا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے گا۔ کہ وہی مسیح

ابن مریم زندہ مجیدہ العصری آسمان پر موجود ہے۔ تو یہ عاجز دوسرے دعویٰ سے خود بخود دست بردار ہو جائیگا ورنہ بحالت ثانی بعد اس اقرار کے لکھانے کے کہ در حقیقت اسی امت میں سے مسیح ابن مریم کے نام پر کوئی اور آنے والا ہے۔ یہ عاجز اپنے مسیح موعود ہونے کا ثبوت دیکھا۔ اور اگر اس اشتہار کا جواب ایک ہفتہ تک مولوی صاحب کی طرف سے شائع نہ ہوا۔ تو سمجھا جائے گا۔ کہ انہوں نے گریز کی۔ اور حق کے طالبوں کو محض نصیحتا کہا جاتا ہے۔ کہ میری کتاب ازالہ اوہام کو خود غور سے دیکھیں۔ اور ان مولوی صاحبان کی باتوں پر نہ جائیں۔ ساٹھ جزو کی کتاب ہے۔ اور یقیناً سمجھو کہ معارف اور ملائک یقینیہ کا اس میں ایک دریا بہتا ہے۔ صرف تھے رفیقیت ہے۔ اور واضح ہو کہ یہ درخواست مولوی سید نذیر حسین صاحب کی۔ کہ مسیح موعود ہونے کا ثبوت دینا چاہیے۔ اور اس میں بحث ہونی چاہیے۔ بالکل حکم اور خلاف طریق انصاف اور حق جوئی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ کہ مسیح موعود ہونے کا اثبات آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ہوگا۔ اور آسمانی نشانوں کو بجز اس کے کون مان سکتا ہے۔ کہ اول اس شخص کی نسبت جو کوئی آسمانی نشان دکھا دے یہ اطمینان ہو جاوے۔ کہ وہ خلاف قال اللہ قال الرسول کوئی اعتقاد نہیں رکھتا۔ ورنہ ایسے شخص کی نسبت جو مخالف قرآن اور حدیث کوئی اعتقاد رکھتا ہے۔ ولایت کا گمان ہرگز نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے۔ اور اگر وہ کوئی نشان بھی دکھاوے۔ تو وہ نشان کرامت مقصور نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کو استدراج کہا جاتا ہے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بھی اپنے لیے اشتہار میں بولہ بیابانہ میں چھپوایا تھا۔ اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں۔ اس صورت میں صاف ظاہر ہے۔ کہ سب سے پہلے بحث کے لائق وہی امر ہے۔ جس سے یہ ثابت ہو جائے۔ کہ قرآن اور حدیث اس دعویٰ کے مخالف ہیں اور وہ امر مسیح ابن مریم کے وفات کا مسئلہ ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر در حقیقت قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے گو سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ہی ثابت ہوتی ہے۔ تو اس صورت میں پھر اگر یہ عاجز

یہودی مشن

زند امرتسری کا خط عشوا

(از ابوالمبرکات فاضل راجپوت)

(پیش)

اذا المرینل سعیا لفوز مرادہ

تخیر فی ترویرہ بتجیب

یہ ایک تحقیق اور امر واقع ہے کہ جو شخص کسی

کی قابلیت کے متعلق انعامی رقم یا کوئی انعام مقرر کرتا

ہے۔ تو اسے انعام دہندہ کی شرائط کی پابندی

لازمی ہوتی ہے۔ نہ یہ کہ انعام لینے والا انعام دہندہ کو

اپنی شرائط پیش کر کے ان کا پابند کرے۔ لیکن

دنیا میں مولوی ثناء اللہ امرتسری ایک ایسا شخص ہے۔

جو باوجود مولوی فاضل کی ڈگری کے اس اصل سے

ایسا بے خبر ہے۔ یا بوجہ مذموم حرص اور طمع کے تجاہل

عارفانہ کی راہ سے وہ ایسے فعل ناجائز کا ارتکاب ہے

کہ دیکھ کر عقلمند انسان ہی سمجھتا ہے کہ مولوی صاحب کا

یہ خط عشوا ہے۔

فاروق مجریہ ۲۱ اگست

میں میں نے تفصیل انعامی

جواب کے مکمل پیش کرنے

پر انعام دینے کا ذکر کیا تھا۔ اور ساتھ ہی اس جواب کے

۲۲ اگست تک کی میعاد بھی مقرر کی تھی۔ کہ مولوی صاحب

کو ۲۲ اگست تک ہمارے مطالبات پیش کردہ کا جواب

شائع کر دینا چاہیے۔ جو ان کے زعم میں انہیں انعام کا

منحوق بنا سکتا ہے۔ لیکن فاروقی کرام ۲۲ اگست تک کے

المحدث کے ہر پرچہ اور ہر پرچہ کے ہر ورق ہر صفحہ اور

ہر ایک کام کو منظر غور پر لیں۔ کہ کہیں یہی مولوی صاحب

نے ہمارے مطالبات پیش کردہ کے مقابل بصورت جوابات

مطلوبہ صفحات اور کالم تو درکنار ایک سطر بھی لکھ کر دکھائی

مولوی صاحب کا یہ عجز اور جواب سے پہلوئی کرنا صاف

طور پر اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مولوی صاحب ایسا

سیح موعود ہونے کے دعوے پر ایک نشان کیا بلکہ لاکھ نشان
بھی دکھا دے۔ تب بھی وہ نشان قبول کرنے کے لائق
نہیں ہونگے۔ کیونکہ قرآن ان کی مخالف شہادت دیتا ہے
غایت کار وہ استدراج سمجھ جائیں گے۔ لہذا سب اول
بحث جو ضروری ہے۔ سیح ابن مریم کی وفات یا حیات کی بحث
ہے۔ جس کا طے ہو جائے ضروری ہے کہ چونکہ مخالف قرآن و
حدیث کے نشانوں کا ماننا مومن کا کام نہیں ہاں ان قانون
کا کام ہے۔ جو قرآن اور حدیث سے کچھ غرض نہیں رکھتے۔
فانقوا اللہ ایہا العلماء والسمعا علی
ممن اتبعوا

بالا ختم تمام عزرات نامعلوم کے توڑنے اور تمام
حجت کی غرض سے یہ بھی ہم بطریق تنزل لکھتے ہیں کہ اگر
مولوی سید نذیر حسین صاحب کسی افسرانگریز کے جملہ بحث
میں مامور کرنے میں ناکام رہیں۔ تو اس صورت میں ایک
اشتہار شائع کر دیں۔ جس میں حلفاً قرار ہو۔ کہ ہم خود
قائمی اس کے ذمہ دار ہیں۔ کوئی شخص حاضرین جلسہ میں سے
کوئی کلمہ خلاف تہذیب اور شرارت کا منہ پر نہیں لائے گا۔
اور نہ آپ توہین اور استخفاف اور استکبار کے کلمات
منہ پر لائیں گے۔ بلکہ سراسر عاجزی اور انکسار اور
تواضع سے تحریری بحث کریں گے۔ اور اگر کوئی غلام و
خوٹ میں سے کوئی خلاف تہذیب و ادب کوئی کلمہ منہ پر
لا دے۔ تو فی الفور اس کو مجلس میں سے نکال دیں گے۔
اس صورت میں یہ عاجز مولوی صاحب کی مسجد میں بحث
کے لئے حاضر ہو سکتا ہے۔ مگر دوسری تمام شرطیں اشتہار
۲۱ اکتوبر کی قائم رہیں گی۔ نہ تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ ۲۲

تبلیغ رسالت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام
کے نایاب اشتہارات جو حضور نے
تمام حجت کیلئے مخالفین کے نام فردی سنہ ۹۸ سے لیکر
دسمبر ۹۸ تک شائع کئے تلاش کر کے کتابی صورت
میں جمع کر دیے ہیں۔ یہ اشتہارات اب کہیں نہیں مل سکتے
اگر ان کو محفوظ نہ کیا جاتا تو ضائع ہو جاتے۔ شائقین
ان کو منہا کر مطالعہ کریں۔ اور مسیح موعود کے کارنامے
دیکھیں قیمت مع محصول ڈاک سوا روپے۔
(میںجہ فاروقی)

جواب پیش کرنے سے بالکل صفر الیوم اور تہذیب
ہیں۔ وہ نہ جواب مطلوبہ کے نہ لکھنے سے صرف انعام کی
رقم سے حرامی تاکہ ہی نوبت نہیں پہنچتی تھی۔ بلکہ
ساتھ ہی مولوی فاضل کی فاضلانہ دستاویز ذلت
اور خیزی کے مانتوں سے بے طرح تار مار ہوتی ہوئی
نظر آ رہی تھی۔ پس بایں صورت جواب کے لئے قلم نہ
اٹھنا صریح اس بات کی علامت ہے۔ کہ مولوی صاحب
جواب سے عاجز ہیں۔ اور بالکل عاجز ہیں۔ چنانچہ اس
کے متعلق گذشتہ ہفتہ کے فاروق میں مولوی صاحب کے
عجز کا اظہار جو دراصل ان کے فرار پر دال ہے۔ کسی
قدر تفصیل سے کر دیا ہے۔ اور آج اس مضمون میں جو کچھ
مولوی صاحب نے ۲۲ اگست کے پرچہ میں جوابات مطلوبہ
کے فریضہ سے پہلوئی کرتے ہوئے۔ بے ہودہ طور پر بکواس
کی ہے۔ اس کے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار المحدث
مورخہ ۲۱ اگست کے صفحہ پر زیر عنوان مولوی غلام
رحمل (آفس راجپوت) مرزا کی کا وعدہ انعام لکھی اور کہے
متعلق تار فانی فرمائی ہے۔

(۱) میرے وعدہ انعام کو قصیدہ بابت نعاذ کے مضمر
ناموا عبید بالالاباطیل

کے مضمون پر محمول کیا۔

(۲) فاروق مجریہ ۲۱ اگست میں میری طرف سے پیش کیا

گیا تھا۔ کہ کپور قتل کی ریاست میں میان عبد الحمید کے

سلنے مولوی ثناء اللہ نے میرے حوالہ پیش کرنے پر

دو صد روپیہ دینے کا وعدہ انعام کیا۔ پھر وعدہ خلافی

سے انکار کر دیا۔ اس کے جواب میں بایں الفاظ اعلان

فرماتے ہیں۔ کہ :-

میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ یہ دعویٰ اسی دعویٰ مرزا

کی طرح غلط ہے۔ جو انہوں نے اعجاز احمدی میں

لکھا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ کا گذرہ کفن فردی

پر ہے یا مولوی صاحب سچے ہیں تو دیوان صاحب

سے نہاد دلوں میں

(۳) پھر اس کے بعد مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ :-
ہاں رقم جمع کرنے کی بابت ہاں نہیں کی۔ جو

ضروری تھا۔ بلکہ ذکر بھی نہیں کیا۔

(۱۴) پھر لکھتا ہے:-

یہ فیصلہ کی بابت عجیب گورکھ دھند لکھتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کا انعام بھی مرزا صاحب کے انعاموں کی طرح شاعرانہ تخیل سے زیادہ نہیں ہے۔ (۱۵) اس کے بعد اخبار فاروقی مجربہ پر راکت سے متعلق شرائط انعام میری عبارت نقل کر کے لکھتے ہیں:-
”ناظرین کرام پنجابی نبی کے اصحاب کی ہمت اور انصاف ملاحظہ کیجئے۔ تو اس لئے کہ یہ ایک ایسے شخص کے ساتھ انعامی اعلان کرتے ہیں۔ جو ان کے نبی۔ رسول۔ مجدد اور چہدی سے بھی انعام وصول کرنے قادیان جا پہنچا تھا۔ جس پر رسول قادیان کے انکار پر یہ کہتا ہوا قادیان سے واپس آیا تھا۔“

مہم شوق آمدہ بودم ہمہ حرمیں رنم
انصاف ملاحظہ کیجئے۔ کہ جواب کو جانچنے کے لئے رفیقین کے چار چار آدمی جملہ آٹھ کی مجلس بیٹھے گی۔ جو متفقہ اصول سے جواب کو جانچیں گے۔ کیا رفیقین کے چار چار ممبروں کا جو درحقیقت رفیقین کے وکیل ہونگے کسی اصل پر اتفاق ہو جائے گا۔ اسی کو کہتے ہیں:-

نہ نومن تیل ہو گا نہ رادھا ناچے گی

(۱۶) پھر لکھتے ہیں:-

”ہم تو پہلے ہی جانتے تھے۔ کہ وہ بیان کے واقعہ کے بعد ناممکن ہے۔ کہ مرزائی گروہ ہمارے ساتھ انعامی مقابلہ کرے۔“

(۱۷) پھر لکھتے ہیں:-

”مولوی غلام رسول صاحب بھی دانا ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ اہلحدیث کی گرفت شیر کے پنجے سے کم نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ اشارۃً گریز کی راہ نکالنے کو یہ بھی لکھ گئے۔ یا قدرت نے ان سے جبراً لکھو ادیا۔ کہ المومن لا یلدغ من جحر واحد مرتین مومن دو دفعہ ایک سوراخ سے ڈسا نہیں جاتا۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آپ دفعہ توہم لہھیانہ میں رقم دے چکے ہیں دوبارہ نہیں دے سکتے۔“

(۱۸) اس کے بعد لکھتے ہیں:-

”مولوی صاحب! ایک دفعہ ہم راہ انصاف آپ کے سامنے بھر پیش کئے دیتے ہیں۔ اور آپ کو سوچنے کا موقعہ دیتے ہیں۔
آپ انعامی رقم دو صد روپیہ کی معزز مسلمین کے پاس جمع کرائیں۔ اور کسی غیر جانب دار اہل علم کو منصف مان لیں۔ ورنہ ہمیں کہنے کا حق ہوگا۔“

کیونکہ ہمیں بارہ سو کہ ایسا ہی کر دے گا
کیا وعدہ نہیں کر کے کہ انہیں آتا۔“

اب ہم نمبر دارستانی ہفتوات کا معمول جواب بحولہ دفعہ دیتے ہیں۔ ناظرین غور سے توہ فرمائیں:-

عنوان متعلق کچھ
مضمون کے عنوان میں میرے نام کے ساتھ بجائے احمدی

لکھنے کے مرزائی لکھا ہے۔ حالانکہ ہمارے تیدو مولے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کا نام احمدی رکھا ہوا ہے۔ اور گورنمنٹ کے ہاں بھی احمدی جماعت کے نام سے ہی ہماری جماعت نامزد اور موسوم ہو چکی ہے۔ پس جو نام کسی جماعت کا مقرر ہو چکا ہے۔ اور جس نام سے وہ پکارنا اپنے لئے پسند کرتی ہے۔ اسی نام سے اسے پکارنا اور

اس کو ذکر کرنا شریعوں اور مذہب لوگوں کا کام ہے لیکن مولوی ثناء اللہ کی نسبت ہم کیا کہیں۔ وہ ویسے تو ہر خطبے میں محدثات الامور کے متعلق کلی بدعتیں خلافت و کل ضلالتی النار کے کلمات طیبہ دہرا۔ تے کے جاری ہیں۔ اور طوطے کی طرح الفاظ کو رٹنا تو سیکھ لیا۔ لیکن معافی اور مطالب کی طرف غور کرتے ہوئے

اپنے لئے اہل حدیث نام رکھنا نہ معلوم کس آیت یا حدیث یا کسی امام اور محدث کی سند اور ہدایت پر اختیار کیا گیا۔ جس کے رو سے وہ بدعت کی زد سے بچ سکتے۔ اور کسی احمدی کو مرزائی کہنا ایک احمدی کے لئے ایسا ہی ناپسند ہے۔ جیسے کسی اہلحدیث کو وہابی یا نجدی کے نام سے مخاطب کیا جائے۔ کیا مولوی صاحب پسند کرتے ہیں۔ کہ انہیں آئندہ وہابی

اور نجدی کے لفظ سے مخاطب کیا کریں۔ اور مکرری اڈیٹر صاحب فاروق کے جس مقرر کو اپنی بریت کیلئے بطور دلیل پیش کیا ہے۔ اس سے امرتسری کی جہالت خوب واضح ہو جاتی ہے:-

مولوی صاحب نے مامو اعین
نمبر اول کا جواب
ہا ا لا باطلین لکھ کر ہے

وعدہ انعام کو تصدیق باشت سعاد کے مصرعہ مذکورہ کے معنی پر محمول فرمایا ہے۔ جس مقرر کا یہ دوسرا مصرعہ ہے جسے مولوی صاحب نے اپنے مطلب کے مطابق سمجھ کر نقل کیا۔ اس شعر کا پہلا مصرعہ یہ ہے۔ مامو اعین عرقوب لہما مثلاً اور دوسرا ہے مامو اعین ہا ا لا باطلین میرا وعدہ انعام شرائط پیش کردہ سے مشروط تھا۔ آپ پہلے ثابت کریں۔ کہ آپ نے شرائط پیش کردہ کو پورا کیا۔ انعامی جواب جسے آپ اپنے لئے مستحق انعام سمجھتے ہوں۔ اسے آپ نے شائع کیا۔ اگر ایسا نہیں۔ تو آپ کا ہمارے وعدہ کو باطل سے ترادینا اکاذیب عرقوب سے ثابت ہوا۔ اور عرقوب وہ شخص تھا۔ جو کذب بیانی اور وعدہ کی بے وفائی میں بطور ضرب المثل کے شہور تھا۔ جس کی نظیر اس زمانہ میں امرتسر میں عرقوب ثانی ثناء اللہ امرتسری ہو تو ہو۔ کیونکہ آپ کذب بیانی اور غلط بیانی اور وعدہ خلافی میں بوجہ کہنہ مشق ہونے کے عرقوب سے کسی طرح سے بھی کم نہیں۔ بلکہ میرا تو خیال ہے۔ کہ اگر تحقیق کی جائے تو آپ عرقوب کے بالمقابل نمبروں میں خابق ہی نکلیں گے پس مصرعہ مذکورہ بلکہ سارے کا سارا شعر اپنی حقیقت کے لحاظ سے مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنا مصداق بنا رہا ہے نہ کسی دوسرے کو:-

مولوی صاحب نے نمبر میں جو
کفن فروشی کا اقتراء
اعلان کیا ہے۔ اس کے

الفاظ میں دو باتیں پیش کی ہیں۔ ایک یہ کہ میرا دعویٰ حضرت مرزا صاحب کے اس دعویٰ کی طرح غلط ہے۔ جو حضرت مرزا صاحب نے ثناء اللہ کے متعلق اعجاز احمدی میں لکھا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ کا گذرا کفن فروشی پر ہے۔ افسوس مولوی ثناء اللہ نے اپنی

اور قانونی اقرار کرتا ہوں۔ یہ شرعی اور قانونی اقرار
کافقرہ آپ کے اعتماد اور اطمینان کے لئے ہی لکھا تھا
کہ اگر آپ کا انعامی جواب ہمارے مطالبات کی شرط کو
بالوافق پورا کرنے والا ثابت ہو جائے۔ تو آپ ہم سے
شرعی اور قانونی کارروائی کے ذریعے سے بھی انعامی رقم
دصول کر سکتے ہیں۔

لیکن کیا کہا جائے۔ کہ باوجود اس بدیہی توثیق
کے امت سری رند ہیں۔ کہ اپنے کو دن دماغ اور ازل
عمر کے بد اثرات سے متاثر ہو کر کندہ ہنی سے ایک
بدیہی اور واضح بات کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ کیا اس فقرہ
پر وضاحت و چرچہ صدفقت کی موجودگی میں ابھی حلال
کرنے کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ اور کیا یہ فقرہ ہاں سے
کچھ کم وثوق اور اعتقاد ظاہر کرتا ہے۔ جو ہاں کرنے کے
لئے مولوی ثناء اللہ کو جہنم کی طرح حل من مزین
کہنے کی ضرورت ابھی باقی محسوس ہوتی ہے رہا بقید اور

مخلوط انتخاب کا نتیجہ

ہندو نہایت متعصب قوم ہے۔ اگر کسی دفتر میں ہندو کا
دخل ہے۔ تو پھر مجال نہیں کہ کسی مسلمان کو وہاں دخل یا
دخل پا کر کامیابی حاصل ہو سکے۔ ہندوؤں کی اسی چال بازی
کو دیکھ کر مسلمان ہر جگہ فرقہ دارانہ انتخاب کی کوشش کرتے
ہیں۔ تاکہ وہ بھی ان کے سوراخ کے نیچے زندہ رہ سکیں۔
مگر ہندو مخلوط انتخاب کے حامی ہیں۔ بظاہر تو وہ یہ کہتے
ہیں کہ مخلوط انتخاب سے قومیت قائم ہوتی ہے۔ اور
فرقہ دارانہ انتخاب مستحکم قومیت کے حق میں زہرِ بلاہل ہیں
مگر دراصل بات یہ ہے کہ ہندوؤں کا منشا مسلمانوں کے
ساتھ ملکر قومیت کیسی معمولی طور سے بھی کام کرنے کا نہیں
رہ مخلوط انتخاب محض اسلئے چاہتے ہیں۔ کہ ہندو و دھروں
کی کثرت سے تمام ہندوستان میں ہندو راج قائم ہو جائے۔
اور ایک بھی مسلمان انتخاب میں نہ آ سکے۔ غضب خدا کا جس ملک
میں ۱۵ فیصدی مسلم آبادی ہو وہاں سے آج تک مخلوط
انتخاب کے رہنے والے مادہ کی وجہ سے بونہوش کی طرف سے آج
تاک کوئی نہ بیدار بھی نہیں لیٹو کونسل میں نہ بھیجا جائے۔ گورنمنٹ

حوالہ پیش کرنے کی شرط سے شرط نہیں کیا تھا۔
اور دیوان میاں عبد الحمید صاحب وزیر اعظم ریاست
کے روبرو یہ بات وقوع میں نہیں آئی تھی۔ حلف
موکدہ بزداب آپ کی شرط اس لئے ہے۔ کہ اس سے
احتمال ہے۔ کہ ایک کذب بیانی کی عادت والا بھی بوجہ
عذاب اور گرفت آپ کی سچ بولنے کے لئے مستعدی
دکھائے۔ اب اگر آپ نے ۳۰ اکتوبر تک قسم بصورت
پیش کردہ شائع نہ کی۔ تو سمجھا جائے گا۔ کہ آپ نے
غلط بیانی کر کے ہماری بیان کردہ صداقت سے انکار
کیا۔ اور اگر آپ نے حلف موکدہ بزداب الہی سے
شہادت دی۔ کہ واقعی جو کچھ آپ نے لکھا درست لکھا
تو اس کے بعد دیوان صاحب سے امر مطلوبہ کے متعلق
شہادت دلو اگر آپ کو گھڑ تک پہنچایا جائیگا۔ پس امید
ہے۔ کہ آپ حق اور صدق کی حمايت کا لحاظ رکھتے ہوئے
حلف موکدہ بزداب آپ کی ساتھ شہادت ادا کرنے
سے انکار نہیں کریں گے۔ اور آپ ہی تعزیرِ قادیان من
اظلم ممن کتم شہادۃ عندہ کا ضرور پاس کریں گے
نمبر ۳۵ میں آپ لکھتے ہیں کہ:-

انعامی رقم جمع
کرنے کا جواب

نہیں کی جو ضروری تھا اس
کے جواب میں یہ عرض ہے۔ کہ رقم کس کے پاس جمع
کرائی جائے۔ اور کیا انعام دینے والے کے متعلق
انعام لینے والا ایسی شرائط پیش کرنے کا بھی حق رکھتا
ہے۔ کیا شرائط پیش کرنے کا حق انعام دینے والے
کو ہونا چاہیے۔ یا انعام لینے والے کو۔ پھر جمع کرانیں
تو خیر احمدیوں پر بوجہ مذہبی اشتقاق اور تعصب
ہیں اعتماد نہیں رہا۔ اس لئے کہ لدھانہ کے امین نے
اپنی امانت داری کا ثبوت دیکر مزید احتیاط کے لئے
ہتھیاری سکھادی۔ اور اسی طرح احمدیوں پر آپ کو
اگر اعتماد ہوتا۔ تو میں بھی تو احمدی ہوں۔ اور علاوہ اس
کے آپ کو انعامی رقم کا وعدہ دینے والا تاہم بھی آپ
اعتماد نہیں کر سکتے۔ اسی وجہ سے میں نے وہی عبارت
میں جو آپ نے نقل کی۔ ابتدا کی فقرات میں یہ لکھا
ہے کہ اس کے متعلق میں بالتوثیق اس بات کا شرعی

عادت قدیمہ کے سلسلہ میں جہاں اور موقع پر جھوٹ بولنا
اور غلط بیانی کا وطیرہ اختیار کیا ہے۔ یہاں بھی کفن
فروشی کا لفظ اپنی طرف سے بطور کذب بیانی کے حضرت
مرزا صاحب کی طرف منسوب کر دیا۔ کیا رند امت سری
کتاب اعجاز احمدی کے حضرت یحییٰ مودود کا یہ فقرہ کہ
”مولوی ثناء اللہ کا گزارہ کفن فروشی پر ہے“ دکھا سکتے
ہیں۔ یا کفن فروشی کا لفظ ہی نکال کر دکھانے سے
سرخروئی حاصل کر سکتے ہیں۔ میں زور سے مطالبہ کرتا
ہوں کہ مولوی ثناء اللہ نے اگر کفن فروشی کا فقرہ اپنی
طرف سے بطور کذب اور دجل کے خود تراش کر مقربانہ
کارروائی سے حضرت ممدوح کی طرف منسوب نہیں کیا۔
تو اعجاز احمدی کے کسی مقام سے پیش کریں۔ ورنہ ڈوب
میں۔

ہاں! کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۳ پر حضرت مرزا
صاحب نے یہ ضرور لکھا ہے۔ کہ:-

”جس حالت میں دودو آنہ کے لئے وہ ثناء اللہ
در بدر خراب ہوتے پھرتے ہیں۔ اور خدا کا تہ نازل
ہے۔ اور مردوں کے کفن یا وعظ کے بیسوں پر گزارہ
ہے۔“

مواں عبارت کا نہ وہ مفہوم ہے۔ جو مولوی صاحب نے
پیش کیا ہے۔ اور نہ اس میں کفن فروشی کا لفظ ہے۔

دوسرا امر یہ متعلق لکھا ہے۔ کہ

”مولوی صاحب اگر کچھ ہیں تو دیوان صاحب سے
شہادت دلو امیں“

اس کے جواب میں میری طرف سے یہ عرض ہے۔ کہ

دیوان صاحب سے شہادت دلو انے کی بات تو عند الضرورت

بعد میں دیکھی جائیگی۔ پہلے مولوی ثناء اللہ صاحب سے

ہی کیوں شہادت دلوائی نہ جائے۔ گو مولوی صاحب

کو کذب بیانی اور افتراء پردازی کی قدیم سے عادت

ہے۔ لیکن اس وقت باوجود اس عادت خبیثہ اور

خبیثہ کے میں ان کی خدمت میں یہ عرض کر دے گا۔ کہ

آپ احمدیت میں ۳۰ اکتوبر تک موکدہ بزداب

آپ کی حلف اٹھا کر پیش کریں۔ کہ آپ نے ریاست کیونٹھلہ

کے ساتھ میں دودو روپیہ کی انعامی رقم دینے کا وعدہ

(۱۳) یہ بھی تمام مسلمان ملتے ہیں کہ آنجناب صلعم کے دشمن بعض وقت چھپ کر تکلیف پہنچاتے۔ لیکن غیر احمدی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا انکار کوئی خالہ جی کا گھر نہیں جس پتھر یا درخت کے نیچے کوئی شکر چھپے گا۔ وہ باواز بلند پکار کر پکڑ دیگا۔ یہ سمجھیں نہیں آتا کہ ایسے چھپنے والے نظر سے کیونکر بچیں گے۔

(۱۴) کسی نبی کے زمانہ میں سورج چاند نے اپنی مقررہ رفتار کو نہیں چھوڑا۔ مگر غیر احمدی کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں سال شل مہینہ کے ہو گا۔

(۱۵) غیر احمدیوں کا اعتقاد ہے کہ جناب رسول خدا صلعم اور دیگر انبیاء کے وقت بلکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ درختوں کے پھل اور گائے دیکری کا دودھ اپنی حالت پر رہا۔ ایسا ہی شیر شکار کرتے اور سانپ وغیرہ ڈرتے رہے۔ لیکن قربان جائیں۔ اسی نبی پر جس کا نام عیسیٰ ہے۔ وہ ایسا صاحب برکت اور مہین ہے۔ کہ جب وہ اترے گا۔ ایک (نار کا پھل اس قدر ہو گا کہ اس کو کوئی آدمی ملکر بھی نہ کھا سکیں گے۔ ایک بکری کا دودھ تمام قبیلہ کو کافی ہو گا۔ شیر شکار چھوڑ کر بکری کے ساتھ ایک گھاٹ پانی پئے گا۔ سانپوں میں نہر نہ رہے گا۔ بچے ان کے ساتھ کھیلیں گے۔ وغیرہ۔

(۱۶) کوئی نبی بغیر طعام خاکی جسم میں زندہ نہیں رہا۔ وہ صاحبناہم حسب اگیا کلون الطعام۔ صاف کافی احوال ہیں۔ آپ پر بھی یہ اعتراض ہوا۔ وما لہذا الرسول یا کل الطعام۔ برخلاف اس کے غیر احمدیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ کا جسم خاکی طعام کا محتاج نہیں ہے۔ دو ہزار برس کے قریب گذرے تھے میں۔ بغیر طعام اور کسی قسم کے تغیر و تبدل کے جو کائناتوں آسمان میں زندہ موجود ہے۔ جو آں کماکان کا مصداق ہے۔

(۱۷) اللہ تعالیٰ نے جناب خاتم النبیین صلعم کو تو یہ فرما کر کہ نوع انسان کے لئے جن احکام کبھر مدت نفعی۔ وہ سب آپ کو دیئے گئے۔ کوئی ایسا حکم نہ رہا۔ کہ جس میں لوگوں کے لئے ہدایت ہو۔ اور پھر وہ آپ پر انبار نہ کیا ہو۔ مگر غیر احمدیوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے۔ تو بعض

پیغامی مشن

امیر پیغام کی مسیح موعود علیہ السلام سے مخالفت

(دین)

مولوی محمد علی صاحب نے اپنی کتاب النبوة فی الاسلام کے صفحہ ۲۳۰ سے لے کر صفحہ ۲۶۶ تک اس امر پر بحث کی ہے کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ و کثرت اظہار امور غیبیہ کی شرط جو نبی کہلائے کہے لئے مسیح موعود نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ میں ضروری قرار دی ہے۔ وہ کثرت ساری امت کے اولیاء کو حاصل ہے۔ اور طرفہ تربات یہ کہ مولوی صاحب نے اپنی تائید میں مسیح موعود کی کتب سے بعض حوالہ بھی پیش کئے ہیں۔ اور پھر اس تمام بحث کو حضرت خلیفہ ثانی سیدنا شمس عمر علیہ السلام کی کتاب حقیقۃ النبوت کا کافی اور سارا جواب قرار دیا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہ امر جس پر مولوی صاحب کی ساری حمایت کی بنیاد کھڑی کی گئی ہے۔ اس کو حضرت مسیح موعود کے کلام معجز نامہ سے گرا کر خاک میں ملایا جاوے اور ان رسی کے سانپوں کو موی دکھلایا جاوے۔

سب سے پہلے میں مولوی صاحب کی اس عبارت کو پیش کرتا ہوں۔ جس پر انہوں نے اپنے سارے دعویٰ کی بنیاد قائم کی ہے۔ چنانچہ وہ حسب ذیل ہے۔

یہی مذہب (یعنی کثرت مکالمہ و مخاطبہ و کثرت اظہار امور غیبیہ) سب اولیاء اللہ کو حاصل ہوتا

مولوی محمد علی کا انوکھا استدلال

یہاں (یعنی حقیقۃ الوحی میں) موجود ہے۔ حقیقۃ الوحی کے شروع میں اس امت میں مکالمہ پانے والوں کی تین قسم پر تقسیم کی ہے x x x اب میں دریافت کرتا ہوں۔ کہ ان تین اقسام میں سے اولیاء اللہ اور بالخصوص مجددین کو کس قسم میں رکھیں x x x اگر اولیاء امت اور بالخصوص مجددین کو تیسری قسم میں داخل

پہلے کبھی کسی کی شہادت فی ہمیشہ دعویٰ مدعی کے بعد صداقت کی شہادت پیش ہو کر تھی ہے۔ آپ کی نسبت کیا عمدہ فرمایا۔ حضرت مسیح موعود نے

مسیح ناصری را قیامت نزد منے فرمید
مگر دونوں بشر نامدادند این فضیلت را
ہمہ عیسا یاں را از مقابل خود مدد دادند
دلیری با پدید آمد پرست تاران بیت را

مسلمانوں پر تب ادبار آیا

کہ جب تعلیم قرآن کو بھلایا

رسول حق کو مٹی میں سلایا

مسیحا کو فلک پر جا بٹھایا

بھائیو! حضرت مسیح موعود کی کتب بغور مطالعہ کرو۔

جو اعتراض ہو۔ وہ پیش کرو۔ قرآن و حدیث کے مطابق آپ کے دعویٰ کو پرکھو۔ وہ اگرچہ خود تو آپ میں موجود نہیں۔ لیکن اس کا خلیفہ حضرت فضل علی عمرانی موجود ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر آپ اس کی طرف رجوع کریں گے۔ تو نور ہدایت پائیں گے۔

درخت کو اگر آپ نے نہیں دیکھا۔ تو اس کے پھل کو دیکھ کر درخت کی پہچان کر سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو پورے طور پر بصیرت عطا فرما کر اپنے نور کی جو اس زمانہ کی ظلمت کو دور کرنے کے لئے نازل ہوا شناخت عطا فرماوے۔ آمین

نایاب کتاب کا ایک نسخہ

نواب صدیق حسن خاں حجج الکرامہ فی کناہ القیامتہ بھوپالی اہل حدیث کی لا جواب کتاب بزبان فارسی جو نزول مسیح و ہمدی و علامات قیامت کے متعلق تمام احادیث سے تصنیف ہوئی۔ جس کے اکثر حوالے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں دیئے ہیں۔ اور صداقت مسیح موعود کے لئے اس میں زبردست ثبوت موجود ہیں۔ جو اہل حدیث کو لازم کر نیکی کے لئے کافی ہیں۔ اس کتاب کا ایک نسخہ مجلہ برائے فروخت ملا ہے۔ قیمت صرف دین کی بڑی احمدیہ لائبریری کے لئے ضرورت ہو تو مجلہ منگو الین دیو فاروقی

نے اختیار کرے کہ جس کے۔ مثلاً آپ کو تو حکم ہوا۔ لا اکرہ فی الدین۔ امانت نکرہ الناس حتی یکنوا موہبین۔ اذع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وما انت علیہم بحبار۔ حتی یطو الخبیۃ لیکن حضرت عیسیٰ ان سب آیات کو نسخ کر دیگا۔ اور وہ جبر کی اجازت لے کر آئیں گے۔ ایسا ہی پہلے تو صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آئے تھے۔ وہ بارہ کاغذ الناس کی طرف بھیجے جائیں گے۔

(۱) جناب محمد مصطفیٰ صلعم کو جن میں قوت تزکیہ انفس سب نبیوں سے بڑھ کر تھی۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں مزی کی فرمایا۔ یہ حکم ملا۔ لیکن ترضوا عنک الیہو ولا انصاری حتی تنبع ملتہم۔ لیکن غیر احمدیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ میں پاک کرنے کی یہاں تک طاقت ہوگی۔ کہ روئے زمین پر کوئی اہل کتاب نہ رہے گا۔ جو اس پر ایمان نہ لائے۔ آنجناب صلعم کا ایسی حالت میں وفات پا جانا کہ دروڑوں اہل کتاب آپ کے منکر ہے۔ ان کے نزدیک کوئی ہرج کی بات نہیں۔ اس سے ان کے نشان میں کوئی فرق نہیں آیا۔ مگر حضرت عیسیٰ کو جب تک تمام دنیا نہ مان لے۔ فوت ہونا پسند نہیں کرتے۔ یہ ہے ہمارے بھائیوں کی محبت اور یہ ہے ان کا عقیدہ۔

زمانہ کی حالت اور اہل اسلام کی موجودہ کیفیت پر غور کرو۔ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے آپ صاحبان کی روحانی امراض کی شفا کے لئے اپنی قدیم سنت کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود اور مہدی بنا کر بھیجا۔ اور زمین اور آسمان کے ہزار ہا واقعات نے آپ کی صداقت پر جہر لگادی۔ لاکھوں انسانوں نے آپ کو قبول کر کے دولت ایمان حاصل کر لی۔ اور دجالی فتنوں سے الہی حفاظت کے شعار پر داخل ہو گئے۔ اب بھی اگر آپ کو حضرت مسیح موعود کے قبول کرنے میں تردد ہے۔ تو اس مدعی کا پتہ دو۔ جو قرآن اور حدیث کی علامات کا معترف ہو۔ اگر کہو۔ غفریب ایسا مدعی ظاہر ہوگا۔ تو پھر آپ مانو۔ سوچو۔ کیا دنیا کی صدالتوں نے مدعی کے دعویٰ سے

کرتے ہیں۔ تو پھر اس بات کا فیصلہ کرو $x \times x$ کیا وہ لوگ باوجود کامل طور پر مکالمہ و مخاطبہ پانے کے قلیل مکالمہ و مخاطبہ پاتے تھے۔ تو مسیح موعود بھی اسی میں شامل ہیں اگر کثیر پاتے تھے۔ تو مکالمہ و مخاطبہ کی کثرت نبوت نہ بنی $x \times x$ یا تو اولیاء امت اور مجددین کو کثیر حصہ مکالمہ و مخاطبہ ملا۔ اور یا مسیح موعود کو بھی نہیں ملا۔

مختصاً صفحہ ۲۳۳ تا ۲۳۵

مولوی محمد علی نے پہاڑ کھود کر ایک مردہ چوہا نکالا، طریق استدلال ہے۔ تو پھر آج بھی خیر نہیں۔ اور کل بھی نہیں۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا محض لوگوں کو دھوکا دینے کی غرض سے اس قدر سوئی کتاب آپ نے لکھ دی ہے۔ یا اس کا کوئی فائدہ بھی ہے۔ دعویٰ تو اس قدر کہ اس سے حضرت مہیاض صاحب کی ساری کتاب حقیقۃ النیوت کا جواب متحقق ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر دیکھا جاوے۔ تو اس پر یہ مثال صادق آتی ہے۔ کہ پہاڑ کو کھود کھود کر آخر نکالو کیا نکلا۔ ایک مردہ چوہا۔ اس قدر لمبی چوڑی بحث کا آخر نتیجہ نکلا تو کیا نکلا۔ یہ کہ چونکہ مسیح موعود نے اپنے آپ کو تیسری قسم میں داخل کیا ہے۔ اس لئے جو حال مسیح موعود کا ہے۔ وہی دوسروں کا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی۔ کہ مولوی صاحب کو عداوت محمود نے کس قدر حق سے دور پھینک دیا ہے۔ کہ بات بات میں جان بوجھ کر ٹھوکر کھاتے ہیں یا دوسروں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ میں یہ خیال نہیں کرتا۔ کہ مولوی صاحب کو یہ بھی علم نہ رہا ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء۔ صدیق۔ شہید صالح چاروں قسم کے لوگوں کو ایک ہی گروہ منعم علیہم میں داخل کیا ہے۔ پھر یہ کس قدر حق سے خدو ج ہے۔ کہ باوجود اس بات کے جاننے کے کہ نبی۔ صدیق۔ شہید۔ صالح ایک ہی گروہ میں داخل ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ قبول فیوض الہیہ کے اعتبار سے برابر نہیں۔ یہ کہا جاوے کہ مسیح موعود چونکہ قسم سویم میں داخل ہیں۔ لہذا وہ دوسرے اولیاء مجددین کی طرح ہیں۔ اس بات کا علاج درحقیقت ہمارے پاس کوئی نہیں۔ کہ مولوی صاحب کو اس قدر بھی علم نہیں

کہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ صالح سے لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ نبی خاتم الانبیاء اور خاتم الخلفاء تک سب کے سب منعم علیہم ہونے کی وجہ سے ایک ہی گروہ میں داخل ہیں۔ لیکن باوجود ایک ہی گروہ میں داخل ہونے کے وہ سب ایک جیسے نہیں۔ فتنہ بردار تک من اجلہ ہیں۔

پس جس طرح مولوی صاحب کی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہے۔ کہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ صالح کو بھی منعم علیہم ہونے کی وجہ سے اس گروہ میں شمار کرنے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ جس میں ایک اعلیٰ سے اعلیٰ نبی داخل ہے۔ اسی طرح مولوی صاحب کی عقل کو اس بات پر بھی تسلی پکڑنی چاہیے۔ کہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ ولی بھی جس کو حسب استعداد خدا سے کامل تعلق اور کامل مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل ہے باوجود قسم سویم میں داخل ہونے کی وجہ سے بھی قبول فیوض الہیہ میں مسیح موعود کے برابر نہیں ہو سکتا۔ میں بڑے زور سے کہتا ہوں۔ کہ مکالمہ و مخاطبہ کے شرف رکھنے کے اعتبار سے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ ولی بھی قسم سویم میں داخل ہے۔ اور ایک اعلیٰ سے اعلیٰ محدث۔ مجدد اور نبی بھی۔ لیکن پھر بھی وہ سب کے سب نبی نہیں۔ اور نہ ہی سب کے سب ولی۔ اور چونکہ حکم کثرت مقدار اور کمال صفائی انوار پر ہوتا ہے۔ تحفہ گوارو بیض۔ اس لئے ہم قسم سویم میں داخل ہونے والوں پر ایک ہی حکم نہیں لگا سکتے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ بعض ان میں سے ایسے ہوں۔ کہ قسم سویم میں تو داخل ہوں۔ لیکن مامور نہ ہوں۔ جیسے کہ ہزار ہا اولیاء امت کے لوگ۔ لیکن تاہم ہم ان کو غیر مامور ہونے کی وجہ سے قسم سویم سے علیحدہ تصور نہیں کر سکتے اور قسم دوم کا مصداق یقین نہیں کر سکتے۔ کیونکہ قسم دوم میں داخل ہونے میں بقول حضرت مسیح موعود "نیم مل خطرہ ایمان" کے مصداق اور اپنی معرفت ناقصہ کی وجہ سے خطرہ کی حالت میں ہیں۔ اور ایسا گمان کرنا

نہ صرف ان لوگوں کی ہی تباہ کرنا ہے۔ بلکہ آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ و کمال فیضان پر بھی حملہ کرنا اور اس کو ناحق ٹھہرانا ہے۔ پس ہم امت محمدیہ کے ادنیٰ سے ادنیٰ ولی سے لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ مجدد اور نبی تک جس کو خدا تعالیٰ سے کامل مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل ہو۔ قسم سویم ہی میں تصور کریں گے۔ لیکن باوجود سب کو قسم سویم میں داخل شدہ ماننے کے پھر بھی ہم قبول فیوض الہیہ میں ان کو برابر نہیں مانتے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود بھی یہی تحریر فرماتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ قسم سویم والے اولیاء و مجددین پر ایک حکم نہیں لگتا۔ پھر اس جگہ ایک اور نکتہ قابل یادداشت ہے۔ اور وہ یہ کہ تیسری قسم کے لوگ بھی جن کا خدا تعالیٰ سے کامل تعلق ہوتا ہے۔ اور کامل اور مصفا ہوا ہوا ہے۔ قبول فیوض الہیہ میں برابر نہیں ہوتے۔ اور ان سب کا دائرہ استعداد فطرت باہم برابر نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی کا دائرہ استعداد و فطرت کم درجہ پر وسعت رکھتا ہے اور کسی کا زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ اور کسی کا بہت زیادہ اور کسی کا اس قدر کہ جو خیال و گمان سے بڑھ رہے اور کسی کا خدا تعالیٰ سے رابطہ محبت قوی ہوتا ہے۔ اور کسی کا اقویٰ۔ اور کسی کا اس قدر کہ دنیا اس کو شناخت نہیں کر سکتی $x \times x$ یہ تمام مراتب کے لوگ بموجب آیت کل فی خلقت سبحان اپنے دائرہ استعداد فطرت سے زیادہ ترقی نہیں کر سکتے۔ اور کوئی ان میں سے اپنے دائرہ فطرت سے بڑھ کر کوئی نور حاصل نہیں کر سکتا۔ اور نہ کوئی روحانی تصویر آفتاب نورانی کی اپنی فطرت کے دائرہ سے بڑھ کر اپنے اندر لے سکتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ ہر ایک کی استعداد فطرت کی موافق اپنا چہرہ اس کو دکھا دیتا ہے۔ اور فطرتوں کی کمی بیشی کی وجہ سے وہ چہرہ کہیں جھوٹا ہو جاتا ہے۔ اور کہیں بڑا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۵-۲۶) اب خدا را ان الفاظ کو غور سے پڑھو۔ اور

کئی دفعہ پڑھو۔ آیا ان الفاظ میں ان تمام اعتراضات کا جواب ہے یا نہیں۔ جو امیر پیغام نے کئے ہیں۔ پھر معلوم نہیں۔ النبیۃ فی الاسلام واسلے نے کیوں عمداً اس حوالہ کو اپنے مقاصد کے خلاف پاکر ترک دیا۔ یہ حوالہ گویا ان تمام زہریلے ان کا تریاق ہے۔ جس کو مولوی محمد علی صاحب نے اپنی کتاب میں قریباً ۵ صفحہ کی مسلسل تحریر میں پیدا کیا ہے۔ پس گویا ایک اسلئے سے ادنیٰ دلی اور ایک اعلیٰ سے اعلیٰ نبی بھی قسم سویم میں ہی داخل ہے۔ لیکن تاہم ان تمام پر ایک ہی حکم نہیں لگ سکتا۔ اور اس سے مولوی صاحب کی تمام تحریر باطل ہو جاتی ہے۔ اور ان کی تمام کوشش رائیگاں جاتی ہے پہلے یہ ثابت کر دو۔ کہ قسم سویم میں داخل ہونے والے اشخاص سب کے سب ایک ہی دائرہ استعداد فطرت رکھتے ہیں۔ تب یہ بات ثابت ہو سکے گی۔ کہ دوسرے اولیاء اور مجددین بلوجہ تیسری قسم میں داخل ہونے کے مسیح موعود جیسی ہی حیثیت رکھتے ہیں۔

مسیح موعود ہی نبی کہلا سکتا | اب میں اس امر کو انشاء اللہ تعالیٰ مستحق ہے نہ کوئی دوسرا مجدد | بڑے زبردست دلائل کے ساتھ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ گو امت محمدیہ کے ادنے سے ادنے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ سے اعلیٰ مجدد تک سب کے سب قسم سویم میں داخل ہیں۔ لیکن تمام سوائے مسیح موعود کے کوئی بھی فرد امت دائرہ استعداد فطرت کے آخری درجہ اور رابطہ محبت کے آخری مرتبہ اور قبول فیوض الہیہ کے آخری نقطہ تک نہیں پہنچا۔ اور ہرگز نہیں پہنچا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ مسیح موعود کے سوائے اور کوئی نبی کہلانے کا مستحق نہیں ہوا۔ مسیح موعود کی تحریریں موجود ہیں۔ اگر کوئی منکر ہے۔ تو مجھے کسی تحریر سے یا کسی تقریر سے دکھا دیوے۔ کہ مسیح موعود کے علاوہ کوئی اور شخص قبول فیوض الہیہ کے اس آخری نقطہ تک پہنچا ہوا تھا۔ جس کے لئے استعداد فطرت کا دائرہ ایسا وسعت رکھتا ہو کہ گمان و دہم سے بھی بڑھ کر ہو۔

لیکن حضرت مسیح موعود قبول فیوض الہیہ کے لئے وہ آخری استعداد فطرت کا دائرہ رکھتے تھے جس سے بڑھ کر ہو ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ نہ صرف آپ کی کلام ہی ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ آپ کے اہامات میں بھی اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اہام الہی انت منی بہ تنزلت لا یصلہا الشیء اور صریح اس امر پر تہادت دے رہا ہے۔

اب میں ذیل میں یہ دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود مقام نبوت پر نازل ہوئے ہیں۔ اور دوسرے تمام مجددین مقام ولایت پر۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:-

استعدادی فطرت کا آخری دائرہ	حضرت مسیح موعود استعدادی فطرت کا آخری دائرہ رکھتے تھے
اور کئی دائرہ استعداد	میں اپنے رب کے اس مقام پر نازل
فطرت (اس قدر وسعت رکھتا ہے) کہ جو خیال و گمان سے بڑھ کر	ہوا ہوں۔ جس کو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا۔ اور میرا مجید اکثر اہل اللہ سے پوشیدہ
(حقیقۃ الوحی ص ۱۷)	تر ہے۔ قطع نظر اس کے کہ ظلم لوگوں کو اس سے کچھ اطلاع ہو سکے۔ (خطبہ الہامیہ ص ۱۹)

خدا تعالیٰ سے رابطہ محبت کا آخری مرتبہ	حضرت مسیح موعود اپنی نسبت فرماتے ہیں۔ "میرا مقام غوطہ لگانے والوں کے ہاتھوں سے کسی کا خدا تعالیٰ سے رابطہ محبت اس قدر ہوتا ہے کہ دنیا و دوسرے مجھے کسی دوسرے اس کو شناخت نہیں کر سکتی۔ اور کوئی عقل اس کے انتہا تک نہیں پہنچ سکتی۔
یہ تو مسیح موعود کے لئے اپنی نسبت کہا۔ لیکن اب دوسرے اولیاء کی نسبت فرماتے ہیں۔	یہ وہ جو منعم علیہم کے وارث ہوئے۔ ان میں سے

بعض نے انعام سے حصہ نہ پایا۔ مگر غوطہ اس حصہ عقائد اور احکام میں سے ان کو ملا۔ اور اسی پر انہوں نے قناعت کی۔ اور بعض ان میں سے درمیانی چال واسلے ہیں۔ اور وہ اسی اپنی چال پر کھڑے ہو گئے۔ اور تکس اور کمال کے درجہ تک نہیں پہنچے۔ اور ان میں سے ایک فرد ہے کہ خدا نے اس کو چنا اور امام بنایا۔ اور اس کو کامل کیا۔ اور نیکی میں اس کو مرتبہ بیعت کا بخشا۔ اور وہ چن لیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے۔ اور درجوں سے مخصوص کرتا ہے۔ پس وہی مخصوص وہی مسیح موعود ہے۔ جو اس قوم میں ظاہر ہوا۔ اور وہ نہیں پہچانتے۔

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷)

اب ان تمام محول بالا عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا اولیاء اور مجددین کو قسم سویم میں داخل سمجھنا یہ معنی ہرگز نہیں رکھتا۔ کہ ان کو وہ کثرت مکالت و مخاطبت اور اکثر اظہار امور غیبیہ کی حالت ہو گئی تھی۔ کہ جس سے وہ نبی کہلانے کے مستحق ٹھہر جائیں جیسے کہ مسیح موعود مستحق ٹھہرے۔ بلکہ ان کو تیسری قسم میں داخل کرنا محض ان معنوں سے ہے۔ جن معنوں سے کہ حضرت احدیث نے منعم علیہم ہونے کی وجہ سے نبی صدیق شہید اور صالح کو ایک ہی کردہ قرار دیدیا ہے۔

فتفکر ایہا المنکرو ولا تکن من الحاسدین ۲

اجاب ذیل کنیخت میں اطلاع

(۱۷)

جن خریداران فاروق نے بار بار فاروق کے چند مکے وی پی واپس کئے ہیں۔ ان کو باوجود بار بار اطلاع دینے کے کوئی جواب نہ آیا مجبوراً ان کے نام اگلا پرچہ بابت بقایا چندہ حسب ذیل وی پی ہوگا۔ (۱) بشارت منزل حیدر آباد دکن پیر۔ (۲) مستری عبد المجید نیلا گنبد لاہور صہ۔ (۳) سید فتح علی شاہ راولپنڈی سے۔ خریداران اونیورسٹی اور احباب نیروی خصوصاً اور پوسٹ بکس نمبر ۹۴۴ کیمبالا بالخصوص فاروق کی طرف توجہ فرماویں۔ (میںجہ فاروق)

دیاندی مشن،

شرارت کی جرّ آریہ سماج ہے،

آریہ مسافر لاہور بابت بولائی سنگت میں ایک
مضمون بہ عنوان "شرارت کی جرّ کون" میری نظر سے
گزرے۔ جس میں جہانگیر جرنیل لال پریم نے شرم و حیا کو بالا
طاق رکھ کر جماعت احمدیہ کے بانی علیہ السلام کو نہایت
گندے الفاظ سے یاد کرتے ہوئے کہیں آپ کا نام گرد
گشتال اور کہیں کھینچی نبی رکھا ہے۔ اگر ہم کو شرافت و
تہذیب اس کا ترکی بڑی جواب دینے سے نہ روکتی۔ تو خدا
کے فضل و کرم سے ہم اس کا ایسا جواب دے سکتے تھے۔ کہ
چرنجی لال تو کیا اس کی کئی پشتوں کو بھی پھر جماعت احمدیہ کے
خلاف قلم اٹھانے کی جرأت نہ ہوتی۔ لیکن ہمیں اسلام
اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے
کہ مذہب پیرائے میں دیاندی جہانگیر کے ان الزامات کا
جواب دیا جاوے۔ جو اس نے کم فہمی کی بنا پر جماعت احمدیہ
پر لگائے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:-

پریم کی مثال ناکو آئے والی ہے میں اگر کوئی

امن شکن اور فساد گرد ہے۔ تو وہ صرف جماعت
احمدیہ ہی ہے۔ جس نے جنم لیتے ہی دیگر مذاہب والوں
کو برے الفاظ سے یاد کرنا اور ان کے پیشواؤں کی تنبیہ
کرنا اپنا پریم دھرم سمجھ لیا ہے۔ اور دیگر مذاہب والوں
کو اخلاق و تہذیب سے گری ہوئی گالیاں دینا ان کا
بایاں ہاتھ کا کرتب ہے۔

دیاندی جہانگیر نے اپنے مضمون میں جماعت احمدیہ
کو دیگر مذاہب کے بزرگوں کو برے الفاظ سے یاد کرنے والی
اور امن شکن قرار دینے کا جو الزام ناروا لگا کر اپنی دیاندی
تہذیب کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور جھوٹ کی نجاست پر منہ ملانے
سے ذرا نہیں جھجکا۔ دراصل اس سے اس نے اپنی کٹی ہوئی
ناک کو چھپانے کی خاطر ناک والوں کو ناکو آئے ناکو آئے کہنا

شروع کر دیا ہے۔ تاکہ کوئی اس کو نکٹانہ نہ کہے۔ یا مسافر
لاہور المسخ و بقیس علی انفسہم والی مثال عداوت کی
ہے۔ یعنی خود آدمی جس طرح کاہرتا ہے۔ وہ دوسروں
کو بھی اپنی ہی طرح خیال کرتا ہے۔ چونکہ آریہ سماج
کے بانی نے دیگر مذاہب کے بزرگوں کو گالیاں دینا آریہ
سماج کے اصول میں رکھ کر ان کی فطرت کو اس طرح سنج
کر دیا ہے۔ کہ اب دوسروں کی شرافت اور تہذیب سے
کئے ہوئے جائز اعتراضات بھی ان کو گالیاں ہی نظر
آتے ہیں۔ دیاندی جہانگیر کا یہ اعتراض کہ جماعت
احمدیہ کے افراد دیگر مذاہب کے بزرگوں کو گالیاں دیتے
اور برے الفاظ سے یاد کرتے رہتے ہیں۔ ایک ایسا
جھوٹ ہے۔ جس کی آریوں کے پاس کوئی دلیل نہیں۔
اس لئے ایک بے ہودہ بھو اس ہے۔ جس کی وقعت ایک مجنون
کی بڑے زیادہ نہیں۔

جماعت احمدیہ اور
دیگر مذاہب

کے اندر کوئی ایسی جاتی نہیں ہے۔ جس میں کوئی خدا کا
برگزیدہ بندہ نہ آیا ہو۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔ ان من امتی آملہ خلا فیہا ندیر
پس قرآن کریم کے اس حکم کے ماتحت ہم تمام مذاہب کے
پادریوں اور پیشواؤں کو خواہ وہ ہندو لال ہیں ہوں۔

یا سکھوں اور عیسائیوں میں یا وہ پارسیوں اور یہودیوں
کے بزرگ ہوں۔ ہر ایک کی عزت کرنا اپنا دھرم سمجھتے
ہیں۔ اور ہم ان کا اسی طرح احترام کرتے ہیں۔ جیسا کہ
باقی انبیاء علیہم السلام کا۔ کیا دیاندی جہانگیر اپنے
قول کو سچا ثابت کرنے کے لئے کوئی ایسا ثبوت پیش
کر سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے کسی فرد نے دیگر

مذاہب کے بزرگوں کو برے الفاظ سے یاد کیا ہو۔
یا دیاندی کی طرح گندی گالیاں دی ہوں۔ یا وہ کوئی
ایسی کتاب پیش کر سکتا ہے۔ جس میں جماعت احمدیہ
کے کسی فرد نے دیگر مذاہب کے بزرگوں کو دیاندی کی
طرح بد تہذیبی اور بد زبانی سے یاد کیا ہو۔ یا کوئی
ایسی کتاب بتائیں۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

یا حضرت بابا ناک یا رام اور کرشن کو برے الفاظ سے
یاد کیا ہو۔ اگر جہانگیر جرنیل لال اپنے اس دعویٰ میں سچا
ہے۔ تو اس کو چاہیے کہ وہ پیش کرے۔ ورنہ ڈوب
مرے۔

آریہ مسافر کو حلیج
ہماشہ کو حلیج کرتے ہیں۔ کہ اگر
واقعی اس میں نجاست و سعادت باقی ہے۔ تو مرد میدان
بن کر جماعت احمدیہ کے لڑنے پھر سے کم از کم پندرہ ایسی
گالیاں بتائے۔ جن میں دیاندی آریہ سماج کی طرح دیگر
مذاہب کے بزرگوں کو کو سا گیا ہو۔ لیکن ہمیں دشواری
ہے۔ کہ اگر دیاندی جہانگیر کے چھوٹے اور بڑے بوڑھے
اور جوان بھی ملکر یہ ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ تو یقیناً
اس میں ناکامیاب رہیں گے۔ کیا دیاندی جہانگیر پریم
میں یہ حوصلہ ہے۔ کہ وہ ہمارے اس حلیج کو منظور
کر کے اپنی نجاست اور شرافت کا ثبوت دے۔

جماعت احمدیہ کا طرز عمل
دیاندی جہانگیر کو معلوم

احمدیہ کو تبلیغ کرتے قریباً نصف گذر گئی ہے۔ اور اس
عرصہ میں سیکڑوں مناظرے سکھوں، عیسائیوں اور
آریوں ہندوؤں کے ساتھ ہوئے۔ لیکن ابھی تک
کسی کو شکایت نہیں ہوئی کہ جماعت احمدیہ نے ان کے
کسی مسئلہ بزرگ یا ہادی کو اپنے لیکچر یا مناظرے میں
برے الفاظ سے یاد کیا ہو۔

آریہ سماج اور بد زبانی
لیکن برخلاف اس کے
اور اس کے چیلوں نے پیدا ہونے ہی تمام دنیا کے
بزرگوں کی عزت و ناموس کے پاکدامن کو اپنی بد زبانی
کی قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور دنیا میں کوئی
ایسا برگزیدہ نہیں بچا۔ کہ جس کی عزت ان بد زبان
اور منہ چھٹ لوگوں سے محفوظ رہی ہو۔ کیا مساتین
دھرمیوں کے بزرگ ان کی بد زبانی سے محفوظ رہے
یا سکھوں کے گرد حضرت بابا لالاک علیہ الرحمۃ کی عزت
ان سے بچی۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے پیشوا
انبیاء و امداد ایمان دین اپنی عزت ان سے بچا سکے۔

